

گویا ان کی گردنیں موجِ مے کی رگ سے محروم رہ گئیں، اب وہ اکڑ نہیں سکتیں۔
 ۱۰۔ لغات - فشار : ہر طرف سے بھینچنا، چاروں طرف سے دباؤ۔
 شرح : صنعت اور کمزوری نے مجھے چاروں طرف سے اس طرح بھینچ رکھا ہے کہ میرا قد جھک بھی نہیں سکتا جو ناتوانی کی بدیہی علامت ہے۔ اب فرمایے، اس فشار میں میں جھک کیونکر سکتا ہوں اور میری ناتوانی دنیا پر آشکارا کیونکر ہو سکتی ہے؟

۱۱۔ شرح : خواجہ حالی مرحوم فرماتے ہیں :

”اپنے تئیں خس یعنی پھونس وغیرہ سے اور وطن کو گلخن سے تشبیہ دی ہے، یعنی جس طرح پھونس گلخن میں ہوتا ہے تو جلتا ہے اور گلخن میں نہیں ہوتا تو اس کی کچھ قدر نہیں ہوتی، یہی حال میرا ہے کہ وطن میں تھا تو جلتا تھا اور اب پردیس میں ہوں تو بے قدر ہوں۔“

اے غالب ! وطن میں میری کون سی شان تھی کہ غربت یعنی مسافری اور ملک غیر میں میری قدر ہو؟ میری مثال گھاس پھونس کی اس مٹھی کی ہے، جو گھریا باغ میں ہو تو اسے اٹھا کر ایک طرف پھینک دیتے ہیں، پھر بھٹی میں جلادیتے ہیں، یعنی گھاس پھونس یا کانٹے بھٹی سے باہر ہوئے تو جب بھی حقیر سمجھے جاتے ہیں اور بھٹی میں ہوئے تو جب بھی ان کی قسمت میں جلنا اور دکھ اٹھانا ہی ہے۔

کمال یہ ہے کہ وطن اور غربت دونوں جگہ بے قدری اور تکلیف و اذیت کے لیے مثال ایسی تلاش کی، جو سب کے سامنے ہے مگر کبھی کسی کو سوچھی نہیں۔ یہی غالب کی بالغ نظری ہے۔

آخر میں اتنا اور بتا دینا چاہیے کہ یہ مقطع خیالی غربت سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ حب مرزا پنشن کے مقدمے کے لیے کلکتہ گئے تھے تو یہ غزل باندہ کے ایک مشاعرے میں پڑھی گئی تھی۔ گویا اس شعر میں جو کچھ کہا، وہ عالم غربت میں کہا۔ اس کی تصدیق اس دیوانِ غالب سے ہوتی ہے، جس کا خطی نسخہ حافظ شیرانی مرحوم